٤٩ C

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم مینیجر صاحب' السلام علیکم!

ازراہ کرم' درج ذیل پتوں پر ترجمان کا نمونے کا پرچہ / تعارفی بروشر ارسال کر دیں۔ امید ہے کہ یہ خریدار بن جائیں گے۔

نام ______________________

پتا ______________________

نام ______________________

پتا ______________________

شہر / مقام ______________________ | | | | | |

نام ______________________

پتا ______________________

شہر / مقام ______________________ | | | | | |

نام ______________________

پتا ______________________

شہر / مقام ______________________ | | | | | |

نام ______________________

پتا ______________________

شہر / مقام ______________________ | | | | | |

لہر ۲۰۱۱ء

محترم مینیجر صاحب، السلام علیکم!

میں ماہ ________ سے سالانہ خریدار بننا چاہتا / چاہتی ہوں۔ مطلوبہ رقم ________

بذریعہ بنک ڈرافٹ / منی آرڈر ارسال ہے / کا وی پی کر دیجیے

نام ________

پتا ________

شہر / مقام ________ ☐☐☐☐☐

محترم مینیجر صاحب، السلام علیکم!

درج ذیل پتے پر ایک سال کے لیے میری جانب سے بطور ہدیہ جاری کر دیجیے۔ -/150 روپے

بذریعہ بنک ڈرافٹ / منی آرڈر ارسال ہیں۔

بھیجنے والے کا نام ________

پتا ________

نام ________

پتا ________

شہر / مقام ________ ☐☐☐☐☐

اندرون ملک

1 سال	Rs.150
2 سال	280
3 سال	420

بیرون ملک

	1 سال	2 سال	3 سال
1- بھارت	Rs. 300	Rs. 590	Rs. 870
2- بنگلہ دیش، ایران	450	880	1320
3- مشرق وسطیٰ، یورپ، مشرق بعید، افریقہ	650	1280	1920
4- امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا	900	1780	2670

- بیرون لاہور بنک کے چیک میں 52 روپے کا اضافہ کر دیجیے۔
- بیرون ملک کے بنک کے چیک ارسال نہ کیے جائیں۔

یہ ورق جدا کر کے لفافے میں رکھ کر ٹکٹ چسپاں کر کے حوالہ ڈاک کر دیجیے۔

ایک کام نہیں ہے۔

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف نظریاتی کام کرنا چاہیے' اسلامی نظام اور اعلاے کلمتہ اللہ کے لیے آواز بلند کرنا چاہیے اور اس کے لیے دعوت دیتے رہنا چاہیے' اقتدار کی کش مکش میں پڑنا صحیح نہیں ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلط فہمی ہے۔ اگر صرف نظام غیر اسلامی ہوتا تب تو یہ بات کہی جا سکتی تھی کہ اسلامی نظام کے لیے آواز بلند کی جائے۔ لیکن اس وقت نظام اسلامی بھی معطل ہے اور حکمران بھی شرعی معیار پر پورا نہیں اترتے۔ اس لیے جہاں ایک طرف اسلامی نظام کے قیام کے لیے کوشش کی جائے گی وہاں حکمران جو کہ ظالم اور فاسق ہیں' شریعت کے معیار پر پورا نہیں اترتے' انھیں بھی ہر ممکن طریقے سے برطرف کر کے ان کی جگہ صالحین کو برسر اقتدار لانا ضروری ہے۔ نبیؐ کے بعد اسلام کا پہلا حکم جو قائم کیا گیا وہ شریعت کی روشنی میں حکومت اسلامی کا قیام تھا۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ خلفا منتخب ہوئے اور خلافت راشدہ کا نظام قائم ہوا۔ جب یہ نظام خلافت' ملوکیت کی طرف منتقل ہونے لگا تو پھر بعض صحابہ کرامؓ نے جن میں امام حسینؓ سرفہرست ہیں' نظام خلافت کو بچانے کے لیے کوشش کی۔ اس کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ اس مسئلے کے بارے میں دو رائیں نہ ہوتیں اور لوگ اسلامی حکومت کے قیام کو اولین دینی فریضہ سمجھتے۔ لیکن افسوس ہے کہ اب بھی بعض لوگ اسے حصول اقتدار کا فتنہ قرار دے رہے ہیں حالانکہ یہ سنت انبیا علیہم السلام ہے کہ انھوں نے بھی اپنے دور میں اقتدار کے لیے کوشش کی ہے۔ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکمرانی کے لیے نامزد تھے اور اقتدار کے حق دار تھے۔ اب دور نبوت کے بعد امت مسلمہ کا کفر کے اقتدار کے خلاف جہاد کرنا بھی سنت انبیا ہے' اور امت مسلمہ کے اندر شرعی حکومت قائم کرنے کی کوشش بھی حق دار کو اس کا حق دلانے کی کوشش ہے اور سنت انبیا پر عمل کرنا ہے۔

پاکستان میں شرعی حکومت کے قیام کے لیے کوشش کا دروازہ کھلا ہے۔ ہر پانچ سال بعد انتخاب ہوتا ہے لیکن انتخابات میں ایسے لوگ حصہ لیتے ہیں جو اقتدار کے اہل نہیں ہیں۔ ایسے لوگوں کے خلاف اہل لوگوں کا میدان میں آنا فرض ہے اور شریعت کا تقاضا ہے۔ جو لوگ اسے فتنہ سمجھتے ہیں انھیں کتاب و سنت کی تعلیمات اور انبیا علیہم السلام کی سنت اور دین کے مقاصد کا علم نہیں ہے۔ جماعت اسلامی پاکستان اسی نظریے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے جدوجہد کر رہی ہے۔ وہ یہ نہیں چاہتی کہ صرف ایسے لوگ برسر اقتدار آئیں جن پر جماعت اسلامی کا ٹھپہ لگا ہو بلکہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ ایسے لوگ برسر اقتدار آئیں جو شریعت کے معیار پر پورا اترتے ہوں۔ اسی بنیاد پر جماعت اسلامی نے دستور پاکستان کی دفعہ ۶۲' ۶۳ کے مطابق انتخاب کرانے کا مطالبہ کیا تھا۔ جماعت اسلامی نے یہ مطالبہ کب کیا تھا کہ انتخاب میں ہم اسی وقت حصہ لیں گے جب میدان میں صرف جماعت اسلامی کے لوگ ہوں؟ کیا جماعت اسلامی نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ عوام صرف جماعت اسلامی کے لوگوں کو منتخب کریں؟ یا یہ مطالبہ کیا تھا کہ ایسے لوگوں کو منتخب کریں جو دفعہ

۶۲ اور ۶۳ کے معیار پر پورا اترتے ہوں خواہ ان کا تعلق کسی بھی جماعت سے ہو، چاہے وہ جماعت اسلامی میں شامل ہوں یا نہ ہوں؟

محترم آپ ذرا غور فرمائیں تو آپ پر اپنی غلطی واضح ہو جائے گی۔ جماعت اسلامی: وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (الشوریٰ ۴۲: ۳۸)، اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ قف (ال عمرٰن ۳:۱۹)، وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص (ال عمرٰن ۳: ۱۰۳) اور وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ص وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ط وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (النور ۲۴:۵۵) کے مطابق نظام انتخاب کے ذریعے شرعی حکومت اور اسلامی نظام کے قیام، اتحاد امت اور احیائے خلافت، اور مومنین صالحین کے ذریعے حکومت الٰہیہ کے قیام کے لیے کوشش کر رہی ہے۔ وہ مسلمانوں کو متوجہ کرتی ہے کہ فاسقین کا اقتدار شریعت کی خلاف ورزی ہے۔ اپنے ووٹ کے حق کو شریعت کے مطابق استعمال کرو کیونکہ شریعت کی مقررہ حدود کی خلاف ورزی کر کے ظالم اور فاسق کو ووٹ دینا، ناجائز اور غیر معتبر ہے۔ اس کے بارے میں قیامت کے روز جواب دہی کرنا پڑے گی۔

حصول اقتدار صالحین کے لیے حرام نہیں ہے۔ یہ بات غلط ہے کہ اقتدار کے لیے کوشش کرنا نااہلی کی نشانی ہے۔ یہ نظریہ قرآن و حدیث کی تعلیمات سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔ نااہلی تب ہے جب ذاتی بڑائی کے لیے کوشش کی جائے اور اس کی خاطر اقتدار کی حرص اور لالچ کی جائے۔ لیکن اگر حکومت الٰہیہ کی خاطر حصول اقتدار کی کوشش کی جائے تو یہ نہ صرف جائز بلکہ سنت انبیا علیہم السلام ہے اور یہ کوشش ایک دینی فریضہ ہے۔ اس کوشش میں حصہ نہ لینا جرم اور گناہ ہے۔ یہ کوشش اس وقت ناپسندیدہ ہے جب آدمی اپنے سے اہل تر کے مقابلے میں اقتدار کی طلب کرے۔ اسی لیے جماعت اسلامی دینی جماعتوں اور اسلام کے علم برداروں کے مابین مقابلے کی مخالف ہے۔ اسی لیے وہ کوشش کرتی ہے کہ انتخاب میں ایسی جگہ کسی کو نامزد کرے جہاں کوئی دوسرا اہل تر آدمی موجود نہ ہو۔

افسوس کی بات ہے کہ قیام پاکستان کے بعد سے برسراقتدار طبقے نے بہت سی چالوں سے نیک لوگوں کو اقتدار سے دور رکھ کر اقتدار کے مزے لوٹتے رہنے کی کوشش کی ہے۔ ان چالوں میں سے ایک چال دینی جماعتوں کو آپس میں لڑانا ہے۔ دوسری چال مذہب اور سیاست کی تفریق ہے کہ دین کا اقتدار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور تیسری چال یہ کہ دین دار لوگوں کا اقتدار کے لیے کوشش کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ اسلامی تحریک کو ان تمام سازشوں کو ناکام کر کے اللہ کے دین کو قائم کرنا اور نظام خلافت کو بحال کرنا ہے۔ آپ کو چاہیے کہ ان تمام سازشوں سے باخبر رہیں۔ اس کے لیے اہل علم سے رابطوں کو مضبوط اور مستحکم کریں، اور یکسو ہو کر لادین لوگوں کو اقتدار سے برطرف کر کے نیک لوگوں کو برسراقتدار لانے میں جماعت کا ساتھ دیں۔

جہاد کشمیر اور خواتین

پروفیسر شمیم شال ٥

پالیسی بنانے والے اپنی پالیسیاں پانچ سال کے لیے نہیں بلکہ طویل مدت کے لیے بناتے ہیں۔ وہ اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ آیندہ سو سال کے لیے کیا حکمت عملی اپنائی جائے جس کے مطابق عمل کر کے اپنے اہداف حاصل کیے جا سکیں۔ اس بات کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ قیام پاکستان سے قبل ہندو کی کیا سوچ تھی اور ان کی نظر کہاں تک تھی؟

۱۴/اگست ۱۹۴۷ء مسلمانوں کے لیے یہ بہت مبارک دن تھا لیکن اس موقع پر اس وقت کے کانگریس کے صدر آچاریہ کرپلانی نے بی بی سی سے انٹرویو میں کہا: ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء یہ غم اور پریشانی کا دن ہے۔ بھارت کی تاریخ کا بدترین دن ہے۔

انسٹی ٹیوٹ آف پبلک افیرز کے صدر آر۔ پی۔ کپور نے اعتراف کیا کہ ہمیں صاف گوئی سے کام لینا چاہیے اور تسلیم کرنا چاہیے کہ پاکستان کے خلاف ہمارے تحت الشعور میں نفرت موجود تھی' اور یہ کہ پاکستان ہم سے چھین کر بنایا گیا۔ یہی وہ پیغام ہے جسے ہمیں نسل در نسل پہنچانا ہے۔

ہندو کے پیش نظر محض یہ نہیں تھا کہ مسلمانوں نے سیکڑوں سال ہم پر حکمرانی کی' ہمارے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور اسلام کے نام پر ملک پاکستان بھی حاصل کر لیا بلکہ ان کی نظر اس بات پر بھی تھی کہ آیندہ سالوں میں پاکستان کا کیا مقام ہو گا اور وہ کیا کردار ادا کر سکے گا؟ یہ ہندو کی دور اندیشی تھی مگر ہم مطمئن ہو کر بیٹھ گئے۔ یہی وہ بنیادی فرق ہے جو ہندو اور مسلم قوم میں' بھارت اور پاکستان دونوں مملکتوں میں پایا جاتا ہے۔

ایک موقع پر آچاریہ کرپلانی نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے گفتگو کرتے ہوئے قیام پاکستان کے متعلق کہا تھا کہ حالات یہ بتا رہے ہیں کہ ایک وقت آئے گا جب پاکستان امت مسلمہ کی قیادت کا کردار ادا کرے گا۔

---

٥ صدر' کشمیر وومن فورم' راولپنڈی

آج ۵۰ سال بعد بھی ہندوؤں کے مسلمانوں کے خلاف وہی جذبات ہیں۔ وہی سوچ آج بھی کارفرما ہے' وہی خون آج بھی ان کی رگوں میں گردش کر رہا ہے اور وہی برہمن ازم آج بھی برسرپیکار ہے۔

جنگ عظیم دوم کے موقع پر چرچل کے سیکرٹری سے پوچھا گیا کہ اب ہم کافی آگے بڑھ چکے ہیں' یہودیوں کی نسل کشی بھی ہو چکی ہے' تو کیا ہمیں مزید آگے بڑھنا چاہیے؟ اس نے کہا کہ ہم ان یہودیوں کو یوں ہی نہیں چھوڑیں گے انھیں سبق سکھانا ہے۔ ہمیں دوسرا سبق مسلمانوں کو سکھانا ہے لیکن موجودہ مسلمانوں کو نہیں جو اس وقت دب چکے ہیں۔ ہمیں آنے والے سو برسوں کے لیے سوچنا ہے' جب مسلمان ابھر کر سامنے آئیں گے۔ ان مسلمانوں کو ہمیں سبق سکھانا ہے۔ اس کے لیے ہمیں اب تیاری کرنا ہے--- یہ باتیں ۱۹۴۵ میں کی جا رہی ہیں جب مسلمانوں کی کوئی حیثیت ہی نہیں تھی۔

اب تیاری مکمل ہو چکی ہے۔ عالم اسلام کے خلاف سازشیں کی جا رہی ہیں۔ اس میں بھارت' امریکہ' جی- ایٹ ممالک' سب شامل ہیں۔ پاکستان کے خلاف بھی سازشیں مسلسل جاری ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پاکستان کو ختم کرنے اور توڑنے کی سازشوں کے لیے مقبوضہ کشمیر ہی کا انتخاب کیوں کیا گیا ہے؟

اس سوال کا جواب ۱۹۴۷ ہی سے ہر صاحب بصیرت کو مل رہا تھا۔ اب گذشتہ چند ماہ میں یہ بہت واضح طور پر سامنے آ گیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ پاکستانی عوام کو اس کی اہمیت سے آگاہ نہیں کیا گیا' انھیں بے خبر رکھا گیا' ان پر اس حقیقت کو کھولا ہی نہیں گیا کہ پاکستان کے لیے کشمیر کی کیا اہمیت ہے اور سازشوں کے لیے انتخاب آخر کشمیر ہی کا کیوں کیا گیا؟ اس سوال کا بغور جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

تقسیم برعظیم کے فوراً بعد ہی پاکستان کے خلاف سازشوں کا آغاز کر دیا گیا۔ جوناگڑھ کی ریاست پر بھارت نے قبضہ کر لیا تو اہل کشمیر خاموش رہے۔ دوسری ریاستوں پر قبضہ کیا گیا تو اہل کشمیر خاموش رہے۔ جب پاکستان کو توڑ کر بنگلہ دیش بنا دیا گیا تو بھی کشمیری خاموش رہے لیکن جب بھارت نے کشمیر پر نظریں جمائیں تو کشمیری خاموش نہ رہ سکے۔ آخر کیوں؟

کشمیر کی جغرافیائی حیثیت پاکستان کے لیے بہت اہمیت کی حامل ہے۔ قائداعظمؒ کا اسے "شہ رگ قرار" دینا بجا تھا۔ فی الواقع کشمیر پاکستان کے لیے شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ کشمیر سے پاکستان کی سلامتی وابستہ ہے۔ اب یہ حقیقت ساری دنیا پر واضح ہو چکی ہے۔

آج دنیا کی حکمت عملی تبدیل ہو رہی ہے۔ امریکہ پوری دنیا پر اپنی بالادستی کا خواب دیکھ رہا ہے۔ امریکہ نہیں چاہتا کہ چین جو اس خطے میں ایک قوت ہے اور اس سے مقابلے کی طاقت رکھتا ہے وہ اقتصادی طور پر مستحکم ہو اور ٹکنالوجی میں پیش رفت کر کے غلبہ حاصل کر سکے۔ وہ نہیں چاہتا کہ چین اس خطے میں سر اٹھا سکے اور اس کے مقابلے میں کھڑا ہو سکے۔ چین ایک قوت ہے۔ حال ہی میں تائیوان کے مسئلے میں' اس نے یہ اعلان کیا ہے کہ تائیوان کو خالی کروانے کے لیے اس کی فوجیں ہتھیار اٹھائے بغیر

آگے بڑھیں گی۔ اسے لڑنے کی ضرورت نہیں ہے، دہشت ہی کافی ہے۔ یہی چین کا وہ بڑھتا ہوا کردار ہے جس سے امریکہ خائف ہے۔ اس کو آگے بڑھنے سے روکنے کے لیے وہ بھارت کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ ان حالات کے پیش نظر اپنی جغرافیائی حیثیت کی بنا پر کشمیر بہت زیادہ اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ مگر افسوس اس بات کا ہے کہ اس سودا بازی میں اگر کوئی استعمال ہو رہا ہے تو وہ پاکستان ہے۔

ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم نے اپنے جغرافیہ اور تاریخ کو سمجھا ہی نہیں۔ تقسیم برعظیم کی بنیاد ہی یہ تھی کہ مسلم اکثریتی علاقوں کا الحاق پاکستان سے ہوگا اور ہندو اکثریتی علاقوں کا الحاق بھارت سے۔ ریاستوں کو اس بات کا اختیار دیا گیا تھا کہ وہ اپنے الحاق کا فیصلہ خود کر سکتی ہیں۔ یقیناً مسلم اکثریتی ریاستوں کو پاکستان کے ساتھ ہی الحاق کرنا تھا۔ اس خدشے کے پیش نظر بھارت نے جونا گڑھ اور دیگر مسلم اکثریتی ریاستوں پر قوت و جبر سے قبضہ کر لیا۔ کشمیر کی ۹۰ فی صد آبادی مسلمان تھی۔ بھارت نے اس بات کو دیکھتے ہوئے دھوکے اور دھونس سے کشمیر پر قبضہ کر لیا۔ ان کے پیش نظر یہ بات تھی کہ آیندہ دو سو برسوں میں سائنسی ترقی کے نتیجے میں جب حکمت عملی تبدیل ہو گی تو فوج کشی کے بغیر ہی ملکوں کو فتح کیا جا سکے گا۔ اس وقت پاکستان کو کشمیر پر قبضے کے ذریعے تباہی سے دوچار کرنا آسان ہو گا۔ یہ بات آج ایک حقیقت ہے۔

کشمیر، پاکستان کی سلامتی و بقا کے لیے جس اہمیت کا حامل ہے، اہل کشمیر کو پہلے روز ہی سے اس کا اندازہ ہے۔ اسی لیے وہ پاکستان کے تحفظ کے لیے سرگرم عمل اور سراپا احتجاج رہے۔ مگر جب بدلتے ہوئے تناظر میں، ایک نئی حکمت عملی کے تحت بھارت نے پاکستان کے خلاف سازشوں کا ایک نیا جال بننا شروع کیا تو کشمیریوں نے محسوس کیا کہ اب فیصلہ کن مرحلہ آن پہنچا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۹۸۵ میں، ایک طویل سیاسی جدوجہد کے بعد، پرامن مظاہروں، احتجاجی جلوس، مذاکرات، انتخاب کے ذریعے اپنی آواز بلند کرنے کی کوشش اور دیگر تمام امن پسند، سیاسی و صحافتی ذرائع اپنانے کے بعد جب اہل کشمیر کو اس بات کا بخوبی احساس ہو گیا کہ بھارت اس تمام تر جدوجہد کے باوجود کشمیریوں کے بنیادی حقوق اور حق خود ارادیت دینے پر تیار نہیں ہے، اور استصواب رائے کے وعدے کی مسلسل خلاف ورزی کرتا چلا آ رہا ہے تو بالآخر انھوں نے انتہائی اقدام کرنے کا فیصلہ کیا۔ اہل کشمیر کو اس بات کا بھی بخوبی اندازہ ہو گیا تھا کہ موجودہ حالات میں ہماری آزادی تو گئی ہی گئی ہے مگر پاکستان کے وجود کو بھی شدید خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ اس لیے کہ اب وہ وقت آ گیا تھا جب بھارت نے پاکستان کے خلاف "واٹر بم" استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

"واٹر بم" کیا ہے؟ یہ پاکستان کے خلاف ایک بھیانک سازش ہے۔ اس کا مقصد پاکستان کے ان دریاؤں کا رخ، جن کا منبع کشمیر ہے، موڑ دیا جائے اور پاکستان کو پانی سے محروم کر کے بنجر بنا دیا جائے۔ اس سے قبل "سندھ طاس" معاہدے کے تحت پاکستان اپنے تین دریاؤں سے محروم ہو چکا ہے۔

بھارت کشمیر میں دریاؤں پر بند باندھ کر بہت بڑا بیراج اور بجلی گھر بنا کر اس بجلی کو استعمال کر رہا ہے۔

جموں میں سلال پراجیکٹ ہے' جو دنیا کی بلند ترین چوٹیوں پر بنایا گیا ہے۔ اس کی افادیت کشمیر کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ اس لیے بنایا گیا تھا کہ پاکستان کی سرزمین کو آہستہ آہستہ خشک کر کے بنجر کر دیا جائے۔ یہ پہلا مرحلہ تھا۔ دوسرے مرحلے میں' دریائے جہلم جس کا بہاؤ قدرتی طور پر پاکستان کی طرف ہے اور جس کا رخ موڑنا ناممکن ہے' اس پر بند باندھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ "وولر بیراج" کے نام سے اس دریا پر ایک بیراج بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ 1985 میں جب اس بیراج کی تعمیر کا ابتدائی کام شروع ہو رہا تھا' یہ وہی وقت تھا جب اہل کشمیر نے مسلح جہاد کرنے کا فیصلہ کیا۔

"وولر بیراج" کے بن جانے کا مطلب یہ تھا کہ دریائے جہلم کے پانی پر بھارت کا قبضہ ہو جائے اور آہستہ آہستہ پاکستان کی زمینوں کو پانی سے محروم کر کے بنجر کر دیا جائے اور پاکستان بھارت کے رحم و کرم پر ہو جائے۔ ۱۹۷۱ (سقوط مشرقی پاکستان) کے بعد بھارت نے یہ دوسری بڑی سازش تیار کی تھی۔ ڈیم بن جانے کے بعد اسے من مانی کا موقع مل جاتا تھا۔ اپنی مرضی سے پانی چھوڑتا' کم یا زیادہ۔ اس کے لیے کشمیر میں ایسی حکومت کی ضرورت تھی جو ان کا ساتھ دے۔ بھارت نے ۱۹۴۷ ہی سے ایسے لوگ تیار کر رکھے تھے جو اس کے آلہ کار کے طور پر کام کریں۔ شیخ عبداللہ اور ان کے حواری اس میں پیش پیش تھے۔ اس سازش کے نتیجے میں دنیا میں بھی اس طرح سے واویلا نہیں ہو سکتا تھا جتنا کہ جنگ یا فوج کشی کے نتیجے میں ہو سکتا تھا۔ بھارت وولر بیراج کے ذریعے دریائے جہلم کا پانی سات سال تک روک کر قحط سالی پیدا کر سکتا تھا' اور سیلاب کے دنوں میں بیراج کے دروازے کھول کر پاکستان کو سیلاب کے پانی میں ڈبو کر ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتا تھا۔ یہ وہ "واٹر بم" تھا جو پاکستان کے خلاف استعمال ہو سکتا تھا۔ یہ ایک گہری سازش تھی جو "وولر بیراج" کی تعمیر کی آڑ میں پاکستان کے خلاف کی جا رہی تھی۔

اس وقت اہل کشمیر بالخصوص نوجوان سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور خاموشی سے اس بات کا جائزہ لینے لگے کہ اس سازش کا مقابلہ کیسے کیا جائے۔ انھیں اس بات کا بخوبی اندازہ تھا کہ پاکستان کو اس سازش کا پوری طرح ادراک نہیں ہے۔ اگر ہے بھی تو وہ زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتا ہے کہ اس کے خلاف انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس میں جائے اور مقدمہ دائر کرے۔ جب تک اس مقدمے کی کارروائی آگے بڑھے گی' دنیا کے علم میں آئے گا' اس کا فیصلہ ہو گا' اس وقت تک ڈیم بن جائے گا۔ پھر بھارت پانی کو روکے گا اور من مانی کرے گا۔ وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ ہمیں اپنے ملک کی ضروریات کے لیے پانی کی ضرورت ہے۔ اس لیے ڈیم بنانا ہمارے لیے ناگزیر ہے' یا سندھ طاس کی طرح کا کوئی معاہدہ ہو جائے گا جس کا نقصان پاکستان کو ہی ہو گا۔

یہ وہ صورت حال تھی جس میں کشمیری نوجوانوں اور مجاہدوں نے ہتھیار اٹھانے کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ کرتے ہوئے بھارتی جارحیت کی ۵۰ سالہ تاریخ بھی ان کے پیش نظر تھی۔ چنانچہ کشمیر میں پہلا دھماکا "وولر بیراج" پر ہوا۔ اس کے نتیجے میں ۱۸ کروڑ ڈالر کا بنیادی تعمیراتی کام رات کے اندھیرے میں نیست و نابود ہو

کر رہ گیا۔ اس دھماکے کے لیے بنیادی کردار ایک خاتون ہی نے ادا کیا جو کشتی چلانے والی تھی۔ اس نے اپنی کشتی میں مجاہدین کو دریا پار کروایا اور خود بھی بم دھماکے کے نتیجے میں اللہ کی راہ میں جان دے کر شہادت کے عظیم مرتبے پر فائز ہو گئی۔ اس طرح تحریک جہاد کا عملاً آغاز ہوا۔

جہاد کشمیر میں خواتین کا کردار کسی سے کم نہیں ہے۔ جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ تحریک جہاد کے آغاز ہی میں ایک خاتون نے اہم کردار ادا کیا اور شہادت کا مرتبہ پایا۔ وہ کوئی پڑھی لکھی خاتون نہیں تھی۔ اس کو قرآن کا کچھ زیادہ فہم بھی نہیں تھا۔ اس نے تفہیم القرآن نہیں پڑھ رکھی تھی۔ اس نے کسی خاص دینی ماحول میں بھی پرورش نہیں پائی تھی بلکہ وہ ہندو ثقافت اور ہندو ازم میں پلی بڑھی تھی۔ وہ ۵۰ سال سے بھارت کی جارحیت برداشت کر رہی تھی۔ مگر وہ جانتی تھی کہ اگر اللہ کے لیے جان دے دی جائے تو شہادت ملتی ہے۔ یہی وہ کیفیت اور حالات ہیں جن میں آج کشمیری عورتیں اپنا کردار ادا کر رہی ہیں، اپنی جانیں پاکستان کے نام پر نچھاور کر رہی ہیں، اور اپنی ذمہ داریوں کو نبھا رہی ہیں۔

آج ۵۰ ہزار کشمیری نوجوان اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں۔ یہ نوجوان ایک ایسے ماحول میں پلے بڑھے ہیں جو بھارتی ثقافت پر مبنی ہے۔ بھارتی فلمیں، بھارتی تہذیب و تمدن، بھارت کا تیار کردہ نصاب تعلیم اور نظام تعلیم اور بھارتی معیشت کا انھیں سامنا ہے۔ مگر اللہ نے ان کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ کشمیر صرف اہل کشمیر کے لیے ہی اہم نہیں ہے بلکہ امت مسلمہ کے لیے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ ۲۱ ویں صدی میں پاکستان کو امت مسلمہ کے امام کا کردار ادا کرنا ہے، اس کے دفاع، حفاظت اور تکمیل کے لیے ہمارے ۵۰ ہزار نوجوان ہی کیا، ہماری پوری آبادی اس کی خاطر قربان ہو جائے گی۔ یہ پوری کشمیری قوم کا فیصلہ ہے۔

ہمیں اس بات پر کوئی غم نہیں، ہم نے اس پر کوئی واویلا نہیں مچایا کہ ۵۰ ہزار کے قریب نوجوان شہید ہو گئے، ۲۰۰ کے قریب ایسی خواتین جو بالکل معصوم تھیں، انھوں نے اپنی عصمتیں دے دیں۔ وہ بچیاں جو اسکولوں میں زیر تعلیم تھیں ان کی عصمتوں تک کو پامال کیا گیا۔ ۸۰، ۸۰ سال کی بوڑھی خواتین تک کی عزت کو تار تار کیا گیا۔ اس لیے کہ ہم نے جب اس حقیقت کو جان لیا کہ بھارت پاکستان کے خلاف جارحیت کرنا چاہتا ہے، تو کشمیر کے نوجوانوں نے اپنی زندگیوں کا قیمتی اثاثہ، خواتین نے اپنے گھر، چادر اور چار دیواری اور اپنی عزتیں صرف اور صرف پاکستان کی تکمیل، اس کی سلامتی اور تحفظ کے لیے قربان کر دیں۔

یہ اللہ کا احسان ہے اور ہم اس پر اس کے شکرگزار ہیں کہ اس آزمایش اور مرحلے میں ہم سرخرو ہو رہے ہیں۔ نتائج کی ذمہ داری ہماری نہیں ہے۔ ہم اس کے لیے جواب دہ نہیں ہیں۔ اللہ نے نبی کریمؐ کو حکم دیا تھا کہ نکلو، اللہ کی راہ میں خواہ ہلکے ہو یا بوجھل۔ آپؐ کو یہ نہیں دیکھنا کہ آپ ۳۱۳ ہیں، آپؐ کے

پاس کچھ نہیں ہے' آپؐ کے پاس سازوسامان نہیں ہے بلکہ آپؐ کو تو اللہ کے حکم کی تعمیل کرنا ہے۔ جو کچھ ہے' اسے اللہ کے بھروسے پر اللہ کی راہ میں کھپا دینا ہے۔ انھوں نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی' اللہ کی مدد شامل حال ہوئی اور وہ سرخرو و کامیاب و کامران ٹھہرے۔ عزت' سربلندی اور فتح اور کامیابی نے ان کے قدم چومے۔ آج کشمیریوں نے بھی اللہ کے اس فرمان کی تعمیل کی۔ اللہ ہماری قربانیوں کو قبول فرمائے اور اپنی راہ میں ہمیں استقامت بخشے۔

اہل کشمیر کے لیے پاکستان مکہ اور مدینہ جیسی مقدس سرزمین کی حیثیت رکھتا ہے۔ پاکستان اسلام کی سربلندی اور اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے لیے معرض وجود میں آیا تھا۔ کیا ہوا اگر آج ہم نے اس مقدس سرزمین کے لیے اور پاکستان کی تکمیل کے لیے اپنے بیٹے دے دیے' اپنے بچے قربان کر دیے' عورتوں نے اپنی عزت و آبرو' اپنا سب کچھ لٹا دیا' چھوٹے چھوٹے معصوم بچے قربان کر دیے۔ معصوم بلال جیسے بچے جسے محض اس لیے شہید کر دیا گیا کہ اس نے مجاہدین کا سامان منتقل کرنے میں مدد دی۔ اہل کشمیر نے یہ سب کچھ اس لیے کیا کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر سکیں اور اللہ کے ہاں سرخرو ہو سکیں۔

میری بہنو! یہ وہ ذمہ داری ہے جس کا آپ کو احساس کرنا ہے۔ قوم کی سربلندی اور آیندہ نسل کی تربیت وہ اہم ترین ذمہ داری ہے جو آپ کو نبھانی ہے۔ اللہ کے ہاں سب سے زیادہ پوچھ عالموں (جاننے والوں) کی ہو گی۔ آپ وہ ہیں جن پر حقیقت واضح ہو چکی ہے۔ اپنے آپ کو محض گھر بار اور دیگر ذمہ داریوں تک محدود کر کے آپ اپنی ان اہم ترین ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتیں۔ آپ کو اپنا کردار بہرحال نبھانا ہو گا۔ یہی وقت کا تقاضا ہے۔

آپ محض خواتین نہیں ہیں بلکہ خواتین اسلام ہیں۔ مسلمان خواتین نے ہر دور میں اپنا کردار ادا کیا ہے' خواہ حالات کچھ بھی تھے' وہ اس کے لیے تیار تھیں یا نہیں تھیں۔ مسلمان خاتون نے حضرت عائشہؓ کی طرح کردار ادا کیا۔ اس نے حضرت خدیجہؓ کی طرح کردار ادا کیا' نبی کریمؐ کی ڈھارس بندھائی' انھیں حوصلہ دیا' جان و مال سب کچھ نچھاور کر دیا۔ اس نے حضرت زینب بن کر بھی دکھایا کہ یزید کے سامنے ننگے پاؤں اور ننگے سر پیش ہوئیں۔ حضرت اسماءؓ کا کردار بھی آپ کے سامنے ہے۔ گویا مسلمان خاتون نے ہر دور میں اپنا کردار ادا کیا ہے' نسلوں کی تربیت کے ذریعے اور اپنے جان و مال اور عزت و آبرو کو قربان کر کے' ہر قسم کی قربانی دے کر۔

وقت آگیا ہے کہ خواتین اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور انھیں مختلف انداز اور صورتوں میں نبھائیں۔ یہ قانون قدرت ہے اور وقت کا فیصلہ ہے۔

معرکہ کارگل نے کشمیر کی صورت حال کو بالکل بدل کر رکھ دیا ہے۔ ہمارے حکمرانوں اور سیاست دانوں نے حکمت و فراست کا مظاہرہ کرنے کے بجائے قومی مفادات پر ذاتی مفادات کو ترجیح دی۔ ان حالات

میں خواتین کی ذمہ داریاں اور بھی بڑھ گئی ہیں۔ انھیں مردوں کو احساس بھی دلانا ہے اور اپنی نسلوں کو تاریخ کا بھولا ہوا سبق بھی یاد دلانا ہے۔ وگرنہ جانتے بوجھتے غفلت برتنے پر اللہ کے ہاں بڑی سخت پوچھ گچھ ہو گی۔

آپ بخوبی جانتی ہیں کہ آپ کے آس پاس' کشمیری مرد و خواتین جو بے بس ہیں' سراپا احتجاج ہیں' اللہ سے دعاگو ہیں کہ اے اللہ! ہم بے بس ہیں' ہم دبائے گئے ہیں' ہمارے مددگار پیدا کر۔ آخر کیا وجہ ہے کہ جب مظلوم کشمیری مدد کے لیے پکارتے ہیں تو ۱۴ کروڑ عوام خاموش رہتے ہیں؟ یہ ایک کروڑ ۲۰ لاکھ کشمیری عوام کی دنیا میں نمایندگی کیوں نہیں کر سکتے ہیں؟ آخر کیا وجہ ہے؟ کیا آپ کی اپنی تاریخ پر نظر نہیں ہے؟ کیا آپ کو اپنے جغرافیہ کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے؟ کیا آپ نے ان کے دکھ کو نہیں جانا یا آپ کو کوئی بتانے والا نہیں آیا؟ ایسا نہیں ہے۔

اہل کشمیر نے اپنی ذمہ داریاں میدانِ عمل میں بھی پوری کی ہیں اور میدان جہاد میں بھی۔ ذاتی طور پر میں نے بھی اپنی حد تک جہاں جہاں مجھے موقع ملا میں نے جہاد کشمیر کے پیغام کو پہنچایا ہے۔ اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ آج تاریخ ہمیں موقع دے رہی ہے۔ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کیجیے۔ اگر آج ہم نے یہ ذمہ داریاں نہ اٹھائیں تو کل کوئی اور اٹھا لے گا۔ اللہ اپنے دین کو سربلند کرنے کے لیے' مظلوم کشمیریوں کی قربانیوں کو دیکھتے ہوئے' انھیں ظلم سے نجات دلانے کے لیے کوئی نہ کوئی راہ ضرور نکالے گا۔ ہم اسی کے بھروسے پر اپنی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ لیکن اہل پاکستان کو اپنے فرائض کی تکمیل کے لیے جواب دہی کرنا ہو گی۔ ان کی پکڑ ہو سکتی ہے۔ اللہ ہمیں ایسے برے وقت سے بچائے۔ اس لیے آج اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی فکر کیجیے۔

اہل کشمیر اور کشمیری خواتین نے اپنی ذمہ داریاں کس طرح ادا کی ہیں؟ اس کی چند مثالیں میں آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں۔

یہ ۱۹۹۰ کی بات ہے۔ ایک کشمیری خاتون کو اس کے شوہر یہ بتاتے ہیں کہ اس کا بیٹا شہید ہو گیا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں اس بستی کو ۶۰ ہزار بھارتی فوجی گھیر لیتے ہیں۔ کریک ڈاؤن شروع ہو جاتا ہے۔ وہ خاتون اپنے باورچی خانے میں چاولوں میں نمک اور ہلدی ڈال کر بغیر گوشت کے بریانی بنانے میں مصروف ہے کہ روتے ہوئے بچوں کے لیے کچھ کھانا پکا لیا جائے۔ کریک ڈاؤن کے تحت گھر گھر تلاشی لی جا رہی ہے۔ مردوں کو گھروں سے باہر نکال لیا گیا ہے اور ان پر تشدد کیا جا رہا ہے۔ فائرنگ بھی ہو رہی ہے۔ اس خاتون کی کوشش ہے کہ بھوک سے بلکتے ہوئے بچوں کی بھوک کو کسی طرح مٹایا جائے۔ ایسے میں جب اس کا شوہر اسے بیٹے کی شہادت کی اطلاع دیتا ہے تو وہ بڑے حوصلے سے اسے سنتی ہے اور خاموش ہو جاتی ہے۔ وہ کوئی ایسا تاثر نہیں دیتی کہ جس سے اندازہ ہو سکے کہ اس نے کوئی غم کی کہانی سنی ہو۔

شام چار بجے جب کریک ڈاؤن ختم ہو جاتا ہے تو وہ اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ آپ تھانے سے اپنے بیٹے کی لاش لے آئیں۔ لاش دیکھ کر وہ اپنے بیٹے سے، شہید بیٹے سے، یہ سوال کرتی ہے کہ بیٹا، مجھے تمھاری شہادت پر تب یقین آئے گا جب تم آنکھ اٹھا کر میری طرف دیکھو گے۔ یقین جانیے کہ وہ شہید آنکھیں کھولتا ہے، مسکراتا ہے اور پھر سو جاتا ہے--- یہ محض ایک ایمان افروز واقعہ ہی نہیں بلکہ اس جہاد کی حتمی کامیابی کی دلیل بھی ہے۔ یہ معجزات جہاد کشمیر میں رونما ہو رہے ہیں۔ اللہ کی تائید ہمارے شامل حال ہے۔ یہی خاتون اس موقع پر قسم اٹھاتی ہے اور اعلان کرتی ہے کہ وہ اپنا دوسرا بیٹا بھی جہاد کشمیر میں شہادت کے لیے پیش کرتی ہے۔ یہ ہے وہ کردار جو کشمیری خواتین جہاد کشمیر میں ادا کر رہی ہیں۔

پھر وہ وقت بھی آتا ہے جب ۱۹۹۸ میں اس کا دوسرا بیٹا شہید ہو جاتا ہے۔ اس دوران بھارتی فوج کے ہاتھوں ان کا گھرانہ بری طرح تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اس لیے کہ انھیں معلوم تھا کہ اس عورت نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ اس کا دوسرا بیٹا بھی جہاد کشمیر میں کام آئے گا۔ وہ اس گھرانے کو عبرت کا نشان بنا دینا چاہتے تھے۔ اس کے نتیجے میں اس گھرانے کو، اس کے خاندان کو اتنی اذیتیں دی گئیں کہ ان کے لیے کشمیر کو جہنم بنا دیا گیا۔ بھارتی فوج کے ظلم و ستم سے بچنے کے لیے انھیں کشمیر میں رہتے ہوئے مہاجرین کی طرح ہجرت کرنا پڑی۔ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر، ایک جگہ سے دوسری جگہ چھپتے رہے۔

اکتوبر ۱۹۹۸ میں اس عورت کو یہ اطلاع ملتی ہے کہ اس کا دوسرا بیٹا بھی شہید کر دیا گیا ہے۔ بھارتی فوجی اس عورت کو پکڑ کر اس جگہ لے جاتے ہیں جہاں اس کا بیٹا شہید ہوا تھا۔ اس موقع پر بھارتی فوجیوں نے کہا کہ جب تم نے قسم دی تھی تو ہم نے بھی یہ کہا تھا کہ جب تمھارا بیٹا ہمارے ہاتھ لگے گا تو ہم اس کی وہ حالت کریں گے اور وہ حشر کریں گے کہ دنیا دیکھے گی کہ جہاد میں حصہ لینے والے اور مرنے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔ اس وقت دیکھیں گے کہ تمھارا کتنا حوصلہ ہے۔

اس ماں کا حوصلہ دیکھیے کہ بیٹے کی لاش دیکھنے سے پہلے وہ ان سے پوچھتی ہے کہ مجھے بتاؤ کہ کیا اس نے مقابلہ بھی کیا؟ کیا اس نے کسی کو مارا بھی؟ بھارتی فوج کے کمانڈر نے کہا کہ ہاں، اس نے ہمارے سات فوجیوں کو مارا ہے۔ اس پر وہ کہتی ہے: الحمدللہ! پھر کوئی غم نہیں۔ اس کے بیٹے کی لاش کس حال میں ملتی ہے، حضرت حمزہؓ کی طرح! لاش ٹکڑے ٹکڑے تھی۔ وہ ان ٹکڑوں کو جمع کرتی ہے، ایک ٹوکری میں ڈالتی ہے، اس پر گھاس ڈالتی ہے، اور اس ٹوکری کو لے کر اپنے گھر کی طرف چل پڑتی ہے۔ چلتے ہوئے وہ ایک نعرہ لگاتی ہے۔ کیا نعرہ:

ہم کیا چاہتے ہیں ..... آزادی!
پاکستان سے رشتہ کیا .... لا الٰہ الا اللہ

کیا آپ میں حوصلہ ہے اس ذمہ داری کو ادا کرنے کا!

بھارتی جرنیل سندرجی کا کہنا ہے کہ ہم نے کشمیر میں ہر حربہ آزمایا۔ ظلم و تشدد اور جارحیت کا ہر طریقہ اپنایا' نوجوانوں کو شہید کیا' عورتوں کی عصمتیں برباد کیں' دکانوں اور بازاروں کو جلا ڈالا حتیٰ کہ ۲۰۰ بچوں کو زندہ جلا دیا' ہم نے لاشوں کے ڈھیر کے ڈھیر لگا دیے لیکن کشمیریوں میں آزادی اور جہاد کا جذبہ کچل نہیں سکے۔ وہ اپنی حکومت سے استدعا کرتا ہے کہ انھیں یہاں سے نکال لیا جائے۔ وہ جذبہ کیا ہے؟--- کشمیر بنے گا پاکستان!

لوگ کہتے ہیں کہ کشمیریوں کو کیا ہو گیا ہے؟ پاکستان کے لیے کیوں اپنی نسلوں کو مٹا رہے ہیں؟ کوئی اور مطالبہ کیوں نہیں کرتے؟ مگر اہل کشمیر کی نظر بھی بہت دور تک ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ایک وقت آئے گا جب پاکستان کو امت مسلمہ کی امامت و قیادت کا کردار ادا کرنا ہے۔

ہم نتائج کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ نتائج اللہ تعالیٰ مرتب کرتا ہے۔ جہاد کشمیر کو کامیابی سے ہم کنار کرنا اللہ کا کام ہے۔ ہماری ذمہ داری تو صرف یہ ہے کہ ہمیں جہاد کے راستے میں' صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر' جو کچھ ہمارے پاس ہے' اسے لٹانا اور کھپانا ہے۔ جس طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لٹایا' حضرت عمر فاروقؓ نے لٹایا یا اس صحابیؓ کی طرح جس نے رات بھر مشقت کر کے اپنی جمع پونجی اللہ کی راہ میں دے دی۔ ہمارے لیے یہی راستہ ہے۔ آج اہل کشمیر اسی راہ پر گامزن ہیں۔

میری بہنو! یہی ذمہ داری آپ کی بھی ہے۔ جہاد کشمیر میں آپ کو بھی اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ یہ دنیا کی منفرد جنگ ہے جو کشمیری اپنے گھروں کے اندر لڑ رہے ہیں۔ ان حالات میں کہ ان کے پاس کوئی محفوظ ٹھکانہ نہیں ہے' کوئی بیس کیمپ (base camp) نہیں ہے کہ وہ لڑنے کے بعد اس میں پناہ لے سکیں۔ ان کے لیے کوئی ایسی کھلی سرحد نہیں ہے جس کے پار وہ آ جا سکیں۔ وہ بھارتی فوج میں گھرے بیٹھے ہیں' ظلم و ستم سہ رہے ہیں' ہر طرح سے قربانیاں دے رہے اور اپنے جہاد کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

جہاد کشمیر میں خواتین بھرپور حصہ لے رہی ہیں۔ یہ جہاد خواتین اپنے گھروں میں کر رہی ہیں۔ کشمیری نوجوان جہاد میں حصہ لینے کے لیے سرحد پار نہیں جا سکتے۔ وہ پناہ لینے' چھپنے اور تازہ دم ہونے کے لیے اپنے گھروں میں واپس اپنی ماؤں کے پاس آتے ہیں۔ وہ اپنی ماؤں سے کہتے ہیں کہ مجاہدوں کے لیے کھانا تیار کرنا ہے۔ وہ ان مجاہدوں کے لیے کھانا تیار کرتی ہیں جو بڑی تعداد میں سیکڑوں میل سے نقل مکانی کر کے جہاد کشمیر میں حصہ لینے کے لیے آتے ہیں۔ بھارتی فوجی ان مجاہدوں کی تلاش میں ہوتے ہیں' ایسے گھروں میں پہنچتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اتنا زیادہ کھانا کس لیے پکایا جا رہا ہے؟ اس جرم کی پاداش میں ان پر ظلم و تشدد کیا جاتا ہے' ان کے گھروں کو جلایا جاتا ہے۔ مگر ان ماؤں کا عزم و حوصلہ ہے کہ وہ ظلم و ستم بھی سہتی ہیں' کھانا بھی پکاتی ہیں اور مجاہدوں کے ٹھکانوں پر اسے پہنچاتی بھی ہیں۔ وہ کھانے کے ساتھ ساتھ اسلحہ بھی پہنچاتی ہیں۔ یوں وہ جہاد میں عملاً حصہ لے رہی ہیں اور جراتوں اور شہادتوں کی داستانیں رقم کر رہی ہیں۔

یہ کپواڑہ کا واقعہ ہے جب ۱۹۹۰ میں پورے کپواڑہ کو آگ لگا دی گئی۔ ۲۸ خواتین کی دن دہاڑے عصمتیں تار تار کر دی گئیں۔ تین دن تک کسی اخباری نمایندے کو اور کسی فرد کو وہاں جانے کی اجازت نہیں دی گئی۔ تین دن بعد جب لوگ وہاں پہنچے تو ایک بزرگ خاتون ملی۔ وہ تن تنہا رہتی تھی۔ اس کا خاوند فوت ہو چکا تھا۔ اس کا کوئی جوان بیٹا نہ تھا۔ اس کے گھر میں مجاہدین نے اسلحہ چھپا رکھا تھا۔ اس کی حفاظت اس کی ذمہ داری تھی۔ بھارتی فوجی اس سے اس لیے نہیں پوچھتے تھے کہ وہ بوڑھی تھی' اکیلی رہتی تھی اور اس کا کوئی جوان بیٹا نہیں تھا۔ اسی لیے اس کے گھر کو اس کام کے لیے منتخب کیا گیا تھا۔

جب پورے کپواڑہ کو آگ لگا دی گئی' ۲۸ خواتین کی بے حرمتی کی گئی تو وہ رونے لگی اور چلانے لگی کہ میرا سامان اندر رہ گیا ہے۔ لوگ پوچھنے لگے کہ کیا رہ گیا ہے؟ اس نے کہا قرآن مجید' کپڑے اور دوسرا سامان اندر رہ گیا ہے۔ وہ تیزی سے اندر جاتی ہے۔ کلاشنکوفوں کو کھول کر ایک بڑے سے ٹوکرے میں ڈالتی ہے۔ ان کے اوپر گھاس ڈالتی ہے اور تیزی سے نکل کر کھیتوں میں چلی جاتی ہے۔ اس سے کوئی نہیں پوچھتا کہ وہ کیا لے جا رہی ہے؟ وہ وہاں چھپی رہتی ہے۔ تین دن بعد جب مجاہد وہاں آتے ہیں تو وہ پریشان اور شرمندہ تھے کہ اس بوڑھی عورت کا ایک آسرا اس کا گھر تھا جو جل کر راکھ ہو گیا۔ ہماری وجہ سے اسے یہ تکلیف اٹھانا پڑی۔ اب ہم اس کا سامنا کیسے کر سکیں گے۔ وہ ماں خود ان کے پاس چل کر آتی ہے اور کہتی ہے کہ بیٹا' اپنی امانت تو لے جاؤ میں تو اسی کے لیے رو رہی تھی۔ اس گھر کا کیا ہے یہ تو بن ہی جائے گا۔ یہاں نہیں بنے گا تو جنت میں تو ضرور بن جائے گا--- یہ ہے وہ جذبہ جسے بھارتی فوج نہیں مٹا سکی ہے۔

میری بہنو! جب ہم مسلمان ہیں' قرآن پر ہمارا ایمان ہے تو پھر یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اللہ کو بھی مانیں اور جہاد بھی نہ کریں اور اگر جہاد کریں تو دنیاوی مفادات کے لیے کریں۔ نیز قرآن کو بھی مانیں اور کلنٹن کو بھی مانیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارا رویہ یہ ہو کہ دین کو بھی مانیں اور دنیا کی قوتوں کو بھی مانیں۔ یہ دونوں چیزیں ساتھ ساتھ نہیں چل سکتی ہیں۔ یہ دو رنگی اور منافقت ہے۔ اسے ترک کرنا ہو گا۔

گذشتہ ۵۰ سال سے کشمیری اس جذبے کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ ہم نے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کیا اور انھیں ادا بھی کیا۔ ہم نے اپنے بچوں کے ذہنوں میں اس بات کو بٹھایا اور راسخ کیا کہ غلامی ہمارا مقدر نہیں ہے۔ بھارت ہماری منزل نہیں ہے۔ کیا ہوا اگر وہ ایک بہت بڑا ملک ہے' وہ سائنس ٹکنالوجی میں بہت آگے ہے' اس نے کشمیریوں کو بہت زیادہ سہولتیں دے دی ہیں' مگر اس سب کے باوجود یہ ہمارا مقدر اور ہماری منزل نہیں ہے۔ ہماری منزل تکمیل پاکستان ہے۔

ہمیں اس بات کا بھی بخوبی اندازہ تھا کہ اگر پاکستان کے خلاف "واٹرہم" استعمال نہ ہو سکا تو پھر بھارت کشمیر کی بلند چوٹیوں کو بطور ہتھیار استعمال کرے گا۔ معرکہ کارگل سے آج یہ بات واضح طور پر سامنے آ چکی ہے کہ سیاچن گلیشیر اور کارگل کی چوٹیوں سے نہ صرف پاکستان بلکہ چین اور پورے ایشیا کی نگہداشت ہو

سکتی ہے۔ ہمیں اس بات کا بھی علم تھا کہ اگر ہم نے یہ چوٹیاں اور علاقے بھارت کے حوالے کر دیے یا انھیں خالی کر دیا تو پاکستان ہی نہیں بلکہ اسلامی ممالک کی پٹی اور وہ سات اسلامی ریاستیں جو روس (سابق سوویت یونین) کے ٹوٹنے کے نتیجے میں آزاد ہوئی ہیں' ان سب کی سلامتی خطرے میں پڑ جائے گی۔ اس لیے کشمیر کی چوٹیاں اور کشمیر کے دریا' پاکستان کی تکمیل اور مسلم امہ کی سلامتی کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ لہٰذا اس جہاد کو تکمیل تک پہنچانا ناگزیر ہے۔

یہ جہاد ابھی جاری ہے۔ یہ ایک روز پایۂ تکمیل کو ضرور پہنچے گا' ان شاء اللہ! مگر جب تک جہاد جاری ہے آپ کو اس جہاد کی کامیابی کے لیے ہر ممکن طریقے سے' مختلف محاذوں پر اس کی پشتیبانی کرنی ہے' اہل کشمیر کی مدد کرنی ہے اور ان کو عزم و حوصلہ دینا ہے تاکہ ان کی ہمتیں ٹوٹنے نہ پائیں۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ اسے آپ کو نبھانا ہے۔

مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ گذشتہ دو ماہ سے کشمیری بہت مایوس ہیں۔ نفسیاتی طور پر انھیں شدید صدمہ ہے۔ وہ چاروں طرف سے بھارتی فوج میں گھرے ہوئے ہیں' ہر طرح کا ظلم سہ رہے ہیں۔ اب تو بھارتی فوج کا بہترین سرمایہ بوفرز توپیں اور مگ طیارے تک کشمیر میں آزمائے جا چکے ہیں۔ ان پر کیمیائی ہتھیار اور مہلک گیسیں تک استعمال کی گئی ہیں۔ ان سب چیزوں کا کشمیر کے وہ نوجوان مقابلہ کر رہے ہیں جنھوں نے باقاعدہ فوجی تربیت حاصل نہیں کی ہے۔ جو باقاعدہ فوجی نہیں ہیں وہ چند ہفتوں کی تربیت حاصل کر کے بھارت کی سات لاکھ باقاعدہ فوج کا گذشتہ دس سال سے مقابلہ کر رہے ہیں' مگر یہ مقابلہ کب تک!

سوچنے کی بات ہے کہ بھارت کی باقاعدہ فوج کا مقابلہ کرنے کے لیے اسلحہ درکار ہے' گن شپ ہیلی کاپٹر درکار ہیں' فوج کا مقابلہ کرنے کے لیے باقاعدہ فوج کی ضرورت ہے' اپنی جانوں کو بچانے کے لیے محفوظ ٹھکانا اور محفوظ سرحد کی ضرورت ہے۔ ہمیں نہ جدید ہتھیار میسر ہیں نہ کوئی کھلا راستہ یا محفوظ سرحد۔ ہمارے پاس بھارت کی فوج کے مقابلے میں باقاعدہ فوج نہیں ہے' اس لیے کہ مجاہد لڑ رہے ہیں۔

باقاعدہ جنگ لڑنے کے لیے دو چیزوں کی بہت زیادہ اہمیت ہوتی ہے۔ ایک' سپلائی لائن۔ دوسرا' کمیونی کیشن گیپ کا نہ ہونا۔ کشمیر میں مجاہدین کو دونوں سہولتیں میسر نہیں ہیں۔ بھارت جس وقت چاہتا ہے مجاہدین کا وائرلیس سسٹم جام کر دیتا ہے اور باہمی رابطہ ختم کر دیتا ہے۔

دوسرا مسئلہ سپلائی لائن کا ہے۔ ہماری کوئی سپلائی لائن نہیں ہے۔ برف پوش پہاڑیوں اور گلیشیر کو عبور کر کے مجاہدین جہاد کرنے کے لیے آتے ہیں۔ ۱۸' ۱۸ سال' ۲۲' ۲۲ سال کی عمر کے نوجوان ان برف پوش راستوں سے گزر کر اس حال میں آتے ہیں کہ ان کے ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں سردی سے جھڑ جاتی ہیں۔ وہ ایسے یخ بستہ پانی میں سے گزر کر آتے ہیں جس میں کوئی جان دار ایک سیکنڈ کے لیے زندہ نہیں رہ سکتا'